المعارف کی ڈاک

" المعارف کی ڈاک میں اس مرتبہ تین خطوط شائع کیے جا رہے ہیں ۔ پہلا خط جماعت اسلامی (پاکستان) کے سابق امیر جناب میاں طفیل محمد صاحب کا ہے ۔

دوسرا خط جناب محمد بن علی باوہاب (کراچی) کا ہے ۔ اس خط میں انھوں نے خلیفہ عبدالحکیم مرحوم کے بارے میں چند باتیں بیان کی ہیں ، خلیفہ صاحب کی جو باتیں انھوں نے تحریر کی ہیں ، ان میں سے بعض قارئین کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہیں اور بعض ایسی ہیں جو کسی مجلس میں بیان تو کی جا سکتی ہیں ، لیکن ان کا شائع کرنا مناسب نہیں اس لیے انھیں قلم زد کر دیا گیا ہے ۔

تیسرا خط پاکستان کے معروف ادیب و مصنف جناب میرزا ادیب صاحب کا ہے ۔

ذیل میں یہ تینوں خطوط ان حضرات کے شکریے کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں ۔ (ادارہ)

(۱)

محترمی جناب رشید احمد جالندھری صاحب مدیر المعارف لاہور

السلام علیکم و رحمتہ اللہ

فروری ، مارچ ۱۹۹۳ء کا " المعارف " ملا ، اس میں آپ نے اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کی حکومت پاکستان کے خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کے بارے میں رائے کو غلط قرار دے کر اسے شرعی لحاظ سے بالکل ناقابلِ اعتراض قرار دے دیا ہے ۔ بلکہ ملک کی موجودہ بڑھتی ہوئی آبادی کے لحاظ سے منصوبہ بندی کو ضروری اور مطلوب ٹھہرایا ہے ۔ اپنے اس موقف کے حق میں آپ جو دلائل لائے ہیں ، ان میں سے ایک یہ ہے کہ " عزل " کا طریقہ عرب جاہلیت کے زمانے میں بھی رائج تھا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کے بعد بھی اس سے منع نہیں کیا گیا ،

جس کی دلیل یہ ہے کہ "غزوہ بنی مصطلق" میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شریک تھے، انھیں خیال آیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما ہیں لیکن ہم ان کے علم میں لائے بغیر عزل کرتے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "عزل میں کوئی حرج نہیں، جو روح قیامت تک وجود میں آنے والی ہے، وہ تو آکر ہی رہے گی۔ یعنی تم عزل کرو یا نہ کرو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔" اس سے آپ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ دیکھو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اس پر کوئی نکیر فرمائی اور نہ منع کیا۔ اس لیے اسے ملک و قوم میں عام کرنے اور سرکاری پالیسی کے طور پر نافذ کرنے اور فروغ دینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ موجودہ حالات میں عین مطلوب ہے۔ یہاں یہ بات پیشِ نظر رہے کہ حضور کے الفاظ یہ ہیں کہ "ما علیکم ان تفعلوا" اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا کرو گے تو کوئی گرفت اور سزا نہ ہوگی اس لیے کہ ایسا کرنے سے صراحتاً منع نہیں کیا گیا ہے۔

دوسری دلیل آپ یہ لاتے ہیں کہ "قرآن مجید میں کہیں کثرتِ اولاد کو پسندیدہ یا مطلوب نہیں بتایا گیا اور نہ چھوٹے کنبے سے روکا گیا ہے بلکہ مسلمان اطبا نے حمل کو روکنے کے لیے دوائیں تیار کیں اور کسی نے ان کو اس سے نہیں روکا۔"

اپنی اس ساری بحث سے آپ اس سے زیادہ کیا نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ اگر کوئی میاں بیوی اپنی کسی مجبوری یا بیوی کی صحت کے پیش نظر "عزل" کا طریقہ اختیار کریں یا گھر میں خاموشی سے کوئی مانع حمل دوا استعمال کر لیں تو وہ کسی گناہ کے مرتکب نہیں ہوں گے۔ اس سے یہ نتیجہ آپ کیسے اخذ کرتے ہیں کہ اللہ رب العالمین جو اہلِ زمین کو واضح طور پر بتاتا ہے کہ میرے پاس ہر شے کے بے شمار اور کبھی نہ ختم ہونے والے لامحدود خزانے ہیں لیکن میں ان میں سے اپنی مشیت کے تحت ایک متعین مقدار کے مطابق نازل کرتا ہوں، اس پروردگار پر ایمان و یقین رکھنے والی قوم اور حکومت تنگیٔ رزق کے خوف سے اپنی آبادی گھٹانے کی فکر میں گھلنا

شروع کر دے اور وسائل رزق اور زرعی پیداوار بڑھانے کے بجائے ہزاروں مردوں اور عورتوں کو بھرتی کر کے اُنھیں پہلے خود مانع حمل آلات و ادویات کا استعمال سکھائے اور پھران کی ڈیوٹی لگائے کہ وہ گلی گلی محلے محلے جا کر قوم کے ہر شادی شدہ اور غیر شادی شدہ مرد و زن کو ان آلات اور ادویات کو استعمال کرنے کی تبلیغ بھی کریں اور ٹریننگ بھی دیں اور اُن دواؤں اور آلات کو ہر پنواڑی اور سگرٹ فروش کی دکان کی وساطت سے قابلِ حصول بھی بنا دیں۔ گویا کہ خدا کے ہاں رزق کے خزانے خالی ہو رہے ہیں اس لیے دُنیا میں مزید نفری کو روکو ۔

آپ کی پیش کردہ اس " سنت صحابہ " کے امت مسلمہ کو سکھانے اور تبلیغ عام کرنے کا کوئی ادنیٰ شائبہ تو درکنار کوئی تصور بھی مسلمانوں کی چودہ سو سالہ تاریخ کے کسی بدترین دور میں بھی دکھائی دیتا ہے ؟ اور قرآن مجید تو بار بار کہتا ہے کہ بچوں کی آمد اور موجودگی سے مت ڈرو، تمھیں بھی ہم ہی رزق دیتے ہیں ان کو بھی ہم دیں گے، رازق تم نہیں ہم ہیں ۔

مدیر محترم! حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ " جو روح قیامت تک دُنیا میں آنے والی ہے، وہ تو آ کر رہے گی "، صاف طور پر واضح کرتا ہے کہ تم لوگ یہ فضول حرکت کرنا چاہتے ہو تو کرو، خدائی مشیت کو تم اپنا کام کرنے سے نہیں روک سکتے۔[۵] نیز یہ واقعہ بھی ایک غزوے کے موقع کا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہاں لوگوں کے پاس جنگ میں ہاتھ آنے والی لونڈیاں ہوں گی اور لونڈی سے اولاد ہو جائے تو وہ آزاد ہو جاتی ہے۔ اس لیے لوگ نہیں چاہتے ہوں گے کہ ان سے اولاد ہو۔ اس بات کو آپ قومی پالیسی کی بنیاد کیسے بنا سکتے ہیں۔ جنگ کے موقع پر پیش آنے والے ایک اضطراری واقعہ کو بنیاد بنا کر ملک گیر فحاشی، بے حیائی اور بدکاری پھیلانے کی اس سرکاری پالیسی اور مہم کو آپ کیسے درست اور جائز کہہ سکتے ہیں۔ ایسی کوئی مثال ہماری اپنی تاریخ میں تو ایک طرف کسی غیر مسلم معاشرے میں بھی مغرب سے درآمد ہونے والی اس لعنت سے قبل پیش نہیں کی جا سکتی۔ اس پالیسی اور پروگرام کو قوم میں ملک گیر پیمانے پر فحاشی، بے حیائی اور بدکاری پھیلانے اور عام کرنے کی پالیسی اور پروگرام کے سوا کیا نام دیا جا سکتا ہے ؟ اس کے تو ابتدائی مرحلے پر ہی اس کے بدترین اور خوفناک نتائج آنے شروع ہو گئے ہیں۔ عورتوں کی ننگی پریڈوں اور

چھ چھ سال کی بچیوں اور ساٹھ ساٹھ سالہ بوڑھی عورتوں کی انفرادی اور اجتماعی آبرو ریزی کی خبریں آئے دن اخبارات میں آ رہی ہیں اور آپ کے بے لگام اخبار نویس مزے لے لے کر ان واقعات کو شاہ سرخیوں سے اپنے اخبارات و رسائل میں چھاپتے ہیں اور کسی کو شرم نہیں آتی کہ معاشرے اور نونہالانِ قوم پر اس کے کیا اثرات پڑ رہے ہیں۔

اسلام تو حیا کو ایمان کا لازمی جزو قرار دیتا ہے اور قرآن مجید صاف صاف متنبہ کرتا ہے کہ شیطان تو چاہتا ہے کہ تمھارے درمیان فحاشی اور بے حیائی پھیلے اور اسے فروغ حاصل ہو۔ اور آپ جیسے بزرگ ہماری اسلامی جمہوریہ پاکستان کو یہ لائسنس دے رہے ہیں کہ وہ محکمہ تعلیم کی طرح "بہبود آبادی" کے خوش نما نام سے ایک باقاعدہ شعبہ قائم کر کے اس کے ذریعے ہزاروں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ مردوں اور عورتوں اور لڑکوں اور لڑکیوں کو مانع حمل ادویات اور آلات کا استعمال سکھائیں اور پھر وہ بستی بستی، محلے محلے مردوں اور عورتوں کو اور اسکولوں اور کالجوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کو سکھائیں کہ کس طرح تم کسی بدنامی کا خطرہ مول لیے بغیر عیش کر سکتے ہو۔ آپ فرمائیں کہ یہ ملک گیر سرکاری انتظامات معاشرے اور خصوصاً اس کی نوجوان نسل میں شہوانی جذبات بھڑکانے اور جنسی بے راہ روی پھیلانے کے انتظامات نہیں تو اور کیا ہے؟ ہمارا ٹیلی وژن دن رات خاندانی منصوبہ بندی کے اشتہارات نشر کرتا رہتا ہے تو والدین اپنے سب چھوٹے بڑے بچوں، بہوؤں اور بیٹیوں کے ساتھ بیٹھے ان کو دیکھتے ہیں۔ "بچے دو ہی اچھے" اور "اگر ہم بارہ کروڑ کے بجائے صرف چھ کروڑ ہوتے تو کس مزے کی زندگی ہوتی" کے اشتہارات اخبارات اور رسائل میں بھی روز گھروں میں آتے ہیں حتیٰ کہ اب ڈاک کے لفافوں اور پوسٹ کارڈوں پر بھی یہی سبق پڑھایا جاتا ہے۔ بچے پوچھتے ہیں کہ خاندانی منصوبہ بندی اور فیملی پلاننگ کیا ہوتی ہے۔ دو کے بعد والے بچے اپنے آپ کو غیر مطلوب اور ناپسندیدہ سمجھتے ہیں جس کا نتیجہ جلد سامنے آنا شروع ہو جائے گا۔ نوجوانوں میں بڑھتی ہوئی بے راہ روی اور جرائم پیشگی اسی پراپیگنڈے کے نتائج میں سے ہیں۔

آپ اپنے نقطہ نظر کے حق میں یہ دلیل دیتے ہیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل کثرتِ

اولاد کے حق میں قرآن کی ایک آیت بھی پیش نہیں کر سکی ہے۔ آپ یہ فرمائیں کہ قرآن مجید کی سورۃ النساء کی تیسری ہی آیت میں جو یہ حکم دیا گیا ہے کہ۔

"اپنی پسند کی دو دو، تین تین، چار چار عورتوں سے نکاح کر لو لیکن اگر تمھیں اندیشہ ہو کہ ان کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو۔"

تو کیا یہ اتنی عورتوں سے نکاح کا حکم دو ہی بچے پیدا کرنے اور کنبے کو مختصر رکھنے کے لیے ہے؟ مفتی محمود مرحوم کی تو اس سورۃ کی تعبیر یہ تھی کہ "حکم کم از کم دو عورتوں سے نکاح کا ہے ایک صرف اس شخص کے لیے ہے جو بے انصاف ہو اور دو کے درمیان بھی عدل کرنے کی اہلیت نہ رکھتا ہو۔"

پھر سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۲۸ میں جد انبیا علیہم السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ملاحظہ فرمائیے، وہ اپنے رب سے عرض کرتے ہیں کہ:۔

"اے رب ہم دونوں (ابراہیم اور اسماعیل) کو اپنا مطیع فرمان بنا اور ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا جو مسلم (تیری مطیع فرمان) ہو۔"

کیا امت دو ہی بچوں پر مشتمل ہوتی ہے؟ پھر ایک ہی پیغمبر جس کی اولاد کی تعداد کا ذکر قرآن مجید نے کیا ہے وہ حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں اور ان کے بارہ بیٹے تھے۔ خود حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا علیہم السلام سات بچوں کے باپ تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اور نصیحت تو آپ ہر مجلس نکاح میں نکاح خواں کی زبانی سنتے ہیں کہ "نکاح میری سنت ہے جو میری سنت کی پیروی نہ کرے وہ مجھ سے نہیں۔" نیز یہ کہ "ایسی عورتوں سے شادی کرو جو بہت بچے جننے والی ہوں تاکہ میری اُمت بڑھے، میں قیامت کے روز اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا۔" کیا ان آیات اور ارشادات رسول صلّی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ چھوٹا کنبہ اور تحدید آبادی مطلوبِ اسلام ہے؟ اللہ اور رسول تو صاف الفاظ میں افزائشِ نسلِ انسانی پر زور دے رہے ہیں۔ یہ کائنات تو بنائی ہی نسل آدم کی

افزائش و فروغ کے لیے گئی ہے۔

آپ مال اور اولاد کی کثرت کو متاعِ غرور قرار دے کر ان کی کثرت کو ناپسندیدہ اور غیر مطلوب قرار دیتے ہیں۔ یہ چیزیں متاعِ غرور کفار اور ناشکرے لوگوں کے لیے ہیں، اہل ایمان اور اہل تقویٰ کے لیے یہ انعام الٰہی ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کے لوگوں سے کہتے ہیں "اپنے رب سے معافی مانگو، وہ بڑا معاف کرنے والا ہے، وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا۔ تمھیں مال اور اولاد سے نوازے گا، تمھارے لیے باغ پیدا کرے گا اور تمھارے لیے نہریں جاری کرے گا۔" بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ اپنا یہ احسان جتاتا ہے کہ "میں نے تمھیں مال اور اولاد سے مدد دی اور تمھاری تعداد پہلے سے بھی بڑھا دی۔"

پھر آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کہتا ہے کہ "تمھاری عورتیں تمھاری کھیتیاں ہیں، سو جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو۔" اس سے آپ یہ استدلال کرتے ہیں "کلیہ رائے جس طریق سے چاہو کرو اور بیج چاہو تو اس میں ڈالو اور چاہو تو باہر پھینک دو۔" آپ غور فرمائیے کہ آپ نے کہیں کوئی ایسا کسان بھی دیکھا ہے یا ایسے کسان کا تصوّر کر سکتے ہیں جو کھیتی میں ہل تو چلاتا رہے اور بیج کھیت سے باہر ریگستان یا نہر میں پھینکتا چلا جائے۔ کوئی صاحبِ عقل و ہوش تو ایسا نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو مرد و زن کا جوڑا پیدا کرنے کی غرض ہی سورۃ النساء کی پہلی آیت میں یہ بتاتا ہے کہ اس طرح سے بے شمار مرد و زن دُنیا میں پھیلا دیے جائیں[۱۵]

میں سمجھتا ہوں کہ میری ان گزارشات سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ عزل انفرادی ضرورت و مجبوری اور بیوی کی صحت کے پیشِ نظر تو جائز رکھا گیا ہے اور اس کی اجازت ہے لیکن اس کے لیے تحریک چلانا اور سرکاری پالیسی بنا کر اور شادی شدہ و غیر شادی شدہ مرد و زن کارکنوں کے ذریعے اس کی نہ صرف دعوت عام دینا بلکہ اس کی دوائیں اور آلات ہر گلی محلے اور دکانوں پر مہیا کرنا صریحاً فحاشی، بے حیائی اور بدکاری پھیلانے کے مترادف ہے، جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اللہ کے عطا کردہ دین و شریعت کا کوئی پیرو کار جائز قرار دینا تو کیا محض قابلِ برداشت بھی نہیں کہہ سکتا، اس لیے کہ قرآن مجید

دو ٹوک الفاظ میں فرماتا ہے کہ :-

"جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان کے معاشرے میں فحاشی پھیلے ، وہ دنیا و آخرت دونوں میں دردناک سزا کے مستحق ہیں - اس کے نتائج و اثرات سے تم واقف نہیں ، اللہ جانتا ہے کہ یہ کس قدر تباہ کن ہیں "

پھر یہ بھی فرمایا کہ :-

" اے لوگو جو ایمان لائے ہو شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو، اس کی پیروی جو کوئی کرے گا تو وہ اس کو فحاشی اور بدی ہی کا حکم دے گا - "

(سورۃ النور ۱۹ - ۲۱)

اس کے بعد بھی کوئی خاندانی منصوبہ بندی کے قومی پروگرام کو جائز اور ناقابلِ اعتراض قرار دیتا ہے ؟

خاکسار

(میاں طفیل محمد)

نوٹ : اس عریضے کے ساتھ مشمولہ ہذا پمفلٹ بھی ملاحظہ فرمالیں جو ایک ماہر اقتصادیات کی تصنیف ہے اور یہ صاحب ۳۵ برس حکومت پاکستان کے ملازم اور اس کے بعد اقوام متحدہ کے مشیر رہے ہیں -

طفیل محمد

حواشی

۱ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے خاندانی منصوبہ بندی کے ماہرین کی فیڈریشن کے ڈائریکٹر کا کہنا ہے کہ اب تک کے تجربات شاہد ہیں کہ کوئی آلہ، دوا اور دوسری مانع حمل تدبیر حمل روکنے کا یقینی ذریعہ نہیں ہے - آنے والے بچے ان سب مانع حمل تدابیر کے باوجود چلے آ رہے ہیں -

(وائس آف امریکہ بحوالہ نوائے وقت مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۶۰ء)

۲ نیز آپ اپنی کھیتی والی آیت کے یہ الفاظ نظر انداز کر دیتے ہیں کہ وَقَدِّمُوا لِاَنْفُسِكُمْ یعنی اور اپنے مستقبل کی بھی فکر کرو کہ اپنے پیچھے کوئی اپنی جگہ لینے والا بھی چھوڑ جاؤ -